اسلام کے تصورِ حلال و حرام خوراک میں سمندری مخلوق کی حلت و حرمت کا فقہی جائزہ

Jurisprudential Evaluation of the Halal and Haram Status of Marine Beings in Islamic Dietary Regulations

Inayat ur Rahman
PhD Scholar Department of Islamic Thought and Civilization
School of Social Sciences and Humanities (SSH) UMT Lahore
Email: inayatbary@gmail.com
Hayat Ahmad
PhD Scholar Department of Islamic Studies & Religious Affairs
University of Malakand
Email: hayatpak94@gmail.com
Rabia Hina
Professor of Islamiyat & Head of Department of Islamiyat
Govt. Post Graduate Girls College, Nowshera Cantt
Email: lillykhan047@gmail.com

Abstract

Following the foundational tenets of Islam, the discourse surrounding the permissibility (halal) and prohibition (haram) of consumables has emerged as a preeminent concern within the broader framework of Islamic teachings. While its importance has been underscored across a spectrum of references over time, its necessity and relevance have been further stressed by two distinctive factors. The first pertains to the attribution of the legal edicts concerning permissibility and prohibition to the divine mandate of Allah Almighty, and it is obligatory for all Muslims to act upon it and have knowledge of it. The second necessity is that adhering to halal and haram not only brings spiritual benefits but also worldly advantages to individuals. Embedded within the jurisprudential framework of Islamic law is the insight that safeguarding one's physical well-being lays the foundation for individuals to holistically engage with their religious responsibilities and achieve a state of comprehensive spiritual fulfillment. From this perspective, Islam's concept of halal and haram is very clear, comprehensive, and significant in terms of human requirements. Marine creatures are viewed from two perspectives: as a source of livelihood and nourishment. However, questions are frequently raised about the permissibility of consuming them, with more on this aspect than the economic one. In the present milieu, there exists a rigorous struggle to codify a structured framework for delineating the halal and haram, accompanied by a concomitant reevaluation of the established criteria for classification. In this connection, understanding sea creatures is crucial and is expounded upon in the subsequent sections.

Keywords: Halal, Haram, Marine creatures, Fiqqa Imam Abu Hanifa, Fiqqa Imam Shafi, Jurisprudential analysis.

اسلوبِ قرآن کے مطابق احکامات ایک ہی جگہ پر تفصیلی بیان نہیں ہوئے ہیں۔ مختلف جگہوں پر مختلف اندازاور ضرورت کے پیشِ نظر احکامات نازل ہوئے ہیں۔ تاکہ احکامات کی مکمل وضاحت ہو جائے اورانسانوں کے لیے قابل فہم ہو جائے۔ حلال و حرام میں سے اشیائے خوردونوش کے متعلق قرآن مجید میں یہی اسلوب اپنے تمام پہلوؤں کے ساتھ ذکر ہوا ہے[1]۔ یوں قرآن مجید کے تمام مضامین مفہوم کے اعتبار سے مکمل ہوتے ہیں۔ دنیا کے بارے میں قرآن مجید مکمل احکامات اور ہدایات دیتا ہے۔[2] اسی طرح دنیا میں خشکی اور فضائی اشیاء سے لے کر پانی کی تہہ تک غذاؤں پر واضح احکامات موجود ہیں۔[3] اسی لیے یہ اشیاء سمندر کی تہہ در تہہ نعمتیں انسان کی دسترس میں ہیں اورانسان اس پر قابو بھی پا سکتا ہے۔

حلال کی تعریف

حلال، نہ صرف قرآن مجید کا مستعمل لفظ[4] ہے بلکہ یہ ایک حکم بھی ہے[5]۔ قرآن مجید میں حلال کے موضوع پر 103 آیات موجود ہیں۔ اسے عبادات کے اولین فرائض میں سے گردانا جاتا ہے[6]۔ جہاں جہاں یہ لفظ استعمال ہوا ہے، وہاں اپنے معنیٰ کا بھرپور استعمال بھی نمایاں کرتا ہے[7]۔ یعنی حلال قرآن مجید کا وہ مستعمل لفظ ہے جو عمل کا متقاضی ہے۔ قرآن مجید میں ذکر ہوا ہے:

فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۠ وَّاشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ۔[8]

پس اے لوگو، اللہ نے جو کچھ حلال اور پاک رزق تم کو بخشا ہے اسے کھاؤ اور اللہ کے احسان کا شکر ادا کرو اگر تم واقعی اسی کی بندگی کرنے والے ہو۔

القاموس الوحید میں بھی اس سے ملتے جلتے الفاظ موجود ہیں[9]۔ اس کا شرعی اعتبار سے لغوی معنی یہ بنے گا کہ قرآن و حدیث سے دلیلِ قطعی کے ساتھ کسی فعل کو انجام دینا۔ اس کی مثال میں حلیلہ لفظ کو پیش کیا جا سکتا ہے یعنی وہ عورت جو تمہارے لیے حلال کر دی گئی ہو[10]۔ [11] مختص عورت کے ساتھ ایک وقت میں نکاح حلال ہے۔ قرآن مجید میں آیت ہے:

فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰي تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ۠ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يَّتَرَاجَعَآ اِنْ ظَنَّآ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ۠ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿٢٣٠﴾[12]

اور جب تم عورتوں کو طلاق دیدو اور ان کی عدّت پوری ہونے کو آجائے، تو یا بھلے طریقے سے انہیں روک لو یا بھلے طریقے سے رخصت کر دو۔ محض ستانے کی خاطر انہیں نہ روکے رکھنا کہ یہ زیادتی ہو گی اور جو ایسا کرے گا، وہ در حقیقت آپ اپنے ہی اوپر ظلم کرے گا۔ اللہ کی آیات کا کھیل نہ بناؤ۔ بھول نہ جاؤ کہ اللہ نے کس نعمت عظمیٰ سے تمہیں سرفراز کیا ہے۔ وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے کہ جو کتاب اور حکمت اس نے تم پر نازل کی ہے، اس کا احترام ملحوظ رکھو۔

اسی طرح یا وہ چیزیں یا خصلتیں جس میں فائدہ ہو، حلال کر دی گئی ہیں۔ کیونکہ حلال لفظ کا مادہ ہی نام ہے کھل جانے کا، اجازت کا اور کرنے کا۔ شریعت کے حکم کے باوجود جو اس پر عمل نہیں کرے گا، وہ گناہگار ہو گا۔

حلال کا مادہ (ح ل ل) حَلَّ کے اصل اور لغوی معنی اگر گرہ کے کھول دینے کے ہیں تو یہ مثبت فعل کی طرف اشارہ ہے۔ اسی طرح کسی سخت اور جمی ہوئی چیز کو پگھلا دینے، مشکل کام کو نمٹانے کے عمل کو بھی حلال کہا گیا ہے [13]۔

الموسوعة الفقهية میں لکھا ہے۔

الْحَلاَل لُغَةً :نَقِيضُ الْحَرَامِ وَمِثْلُهُ الْحِل وَالْحَلاَل وَالْحَلِيل، وَهُوَ مِنْ حَل يَحِل حِلًّا.وَيَتَعَدَّى بِالْهَمْزِ وَالتَّضْعِيفِ فَيُقَال أَحَلَّهُ اللَّهُ وَحَلَّلَهُ .كَمَا يُقَال هَذَا لَكَ حِلٌّ وَحَلاَلٌ، وَيُقَال لِضِدِّهِ حِرْمٌ وَحَرَامٌ أَيْ مُحَرَّمٌ[14].

لغت میں حلال، حرام کا متضاد ہے۔ یہ لفظ حمزہ کے ساتھ بھی استعمال ہوا ہے اور بغیر حمزہ کے بھی استعمال ہوتا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ حِرْمٌ کی ضد ہے۔

اسی طرح اصطلاحی معنیٰ میں **هُوَ الْجَائِزُ الْمَأْذُونُ بِهِ شَرْعًا[15].**

حلال کی اصطلاحی تعریف یہ ہے کہ حلال وہ جائز کام ہے جس کے کرنے کی اجازت شریعت کی رو سے حاصل ہو۔ حلال کے معنی یہ بھی ہے کہ منع کردہ چیز کو ختم کر دینا، یعنی اجازت دینا۔[16] قرآن مجید میں حلال، پاک روزی کے معنی میں بھی استعمال ہوا ہے:

اَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِي الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿١٦٨﴾ [17]

لوگو! زمین میں جو حلال اور پاک چیزیں ہیں انھیں کھاؤ اور شیطان کے بتائے ہوئے راستوں پر نہ چلو۔ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

قرآن مجید میں باقاعدہ اس کی نشان دہی اور حلال امور کی فہرست گنوائی گئی ہے[18]۔ حدیث میں بھی اس پر کھل کر بات ہوئی ہے۔ حدیث اور قرآن میں بنیادی فرق بھی یہ ہے حدیث میں کسی حکم کے بارے میں واضح حکم دیتا ہے۔ کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کا فوری علم آجاتا ہے۔ اس کی مثال حضرت محمد ﷺ کی وہ حدیث ہے جس میں فرمایا گیا ہے کہ:

الحلال بين والحرام بين وبينهما مشبهات لا يعلمها كثير من الناس فمن اتقي المشبهات استبرأ لدينه وعرضه ومن وقع في الشبهات كراع يرعى حول الحمى يوشك أن يواقعه ألا وإن لكل ملك حمى ألا إن حمى الله في أرضه محارمه ألا وإن في الجسد مضغة إذا صلحت صلح الجسد كله وإذا فسدت فسد الجسد كله ألا وهي القلب[19].

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے حلال کھلا ہوا ہے اور حرام بھی کھلا ہوا ہے اور ان دونوں کے درمیان بعض چیزیں شبہ کی ہیں جن کو بہت لوگ نہیں جانتے) کہ حلال ہیں یا حرام (پھر جو کوئی شبہ کی چیزوں سے بھی بچ گیا۔

لغت کے ماہرین نے اس کی مزید وضاحتیں بھی کی ہیں۔ جیسے هُوَ مَا لَمْ يُعْرَفْ أَنَّهُ حَرَامٌ۔[20] یعنی حلال وہ ہے جو حرام کے طور پر معروف نہ ہو۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اصل چیز حلت ہے۔[21] اور حلت کا اختیار اس ذات کے پاس ہونا چاہیے جو کائنات اور انسانوں کا رب ہے۔ یہ اختیار دلیل قطعی ہوتا ہے، اسے کوئی بھی انسان یا کائنات کی کوئی طاقتور مخلوق اپنے ہاتھ میں نہیں لے سکتی۔ ورنہ حلت کا تصور بگڑ جائے گا۔ اس لیے جو بھی یہ اختیار اپنے ہاتھوں میں لے گا یا اس حکم میں ردوبدل کرے گا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے بطور سزا سخت تنبیہ فرمائی ہے[22]۔

حلال کے مسئلے کو آسان بنانے کے لیے فقہی علمائے کرام نے چند اصطلاحات وضع کی ہیں، ان میں سے ایک تدریجی عمل کہلاتا ہے۔ یعنی کسی شرعی حکم پر عمل کرنے کے لیے مراتب بنائے ہیں۔ ان مراتب سے عامل کو یہ سہولت ملتی ہے کہ رفتہ رفتہ وہ شرعی حکم کے مطابق عمل کرنے لگتا ہے۔ قرآن مجید کے کسی حکم پر عمل کرنے میں آسانی اور سہولت کے لیے تدریج کو استعمال کیا جاتا ہے۔ اسی لحاظ سے حلال و حرام کے تصور میں تدریج کے عمل سے بہت آسانیاں پیدا ہو گئی ہیں۔ حدیث میں اس کے لیے وہ تمثیل بیان ہوئی ہے کہ جس میں یہ کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی چراگاہ کے قریب نہ جاؤ۔ وہ چراگاہ حرام کردہ اشیاء ہے[23]۔ یہاں چراگاہ کے قریب جانا تدریجی عمل کو واضح کر دیتا ہے۔ اس کے چار مزید انواع بنائے ہیں۔

1. الواجب: جس کے کرنے میں ثواب ملتا ہو اور ترک کرنے پر گناہ کا مستحق ہو جاتا ہو، واجب کہلاتا ہے۔
2. المستحب: وہ ہے جس کے کرنے سے ثواب ملتا ہو۔ اور نہ کرنے پر کوئی زجر نہیں۔
3. المباح: وہ فعل جس کے کرنے پر اور نہ کرنے پر یکساں حکم ہے۔ یعنی نہ ثواب اور نہ گناہ ملتا ہو۔
4. المکروہ: جس فعل کے نہ کرنے پر ثواب ملتا ہو اور کرنے پر زجر و توبیخ کا سامنا ہو[24]۔

ان مراتب کو بغور دیکھنے سے یہ سہولت پیدا ہوتی ہے کہ واجب، فرض سے پہلے کا عمل ہے جس کی ادائیگی سے وہ فرائض کی پابندی کر سکتا ہے۔ اسی طرح مکروہات سے بچنے والا کبھی بھی حرام کے قریب نہیں جا سکے گا۔ کیونکہ وہ ہر عمل و فعل کو اس کی صحیح روح کے مطابق سمجھتا ہے اور اس پر عمل کرتا ہے۔ فقہ کا عمومی مزاج ہی یہ ہے کہ اس سے آمدہ مسائل اور احکامات میں سہولت کا راستہ نکالا جائے تاکہ احکامات پر عمل ہو سکے[25]۔ حلال و حرام دونوں کی تعریف و وضاحت سے ایک دوسرے کی بھی وضاحت ہو جاتی ہے۔

حرام کی تعریف

حرام لفظ قرآن مجید میں بھی استعمال ہوا ہے۔[26] قرآن مجید بطور حکم استعمال ہوا ہے۔[27] اس کے علاوہ قرآن مجید میں الفاظ کے بارے میں ایک لطیف نکتہ یہ بھی مستعمل ہے کہ جو لفظ استعمال ہوا ہے، وہ اپنے تمام معانی کو خود ہی واضح کرتا ہے۔[28] یوں یہ لفظ قرآن مجید میں 101 مقامات میں استعمال ہوا ہے۔ یہ قرآن مجید کے ان الفاظ میں سے ہے جو اپنا ایک تاریخی پس منظر رکھتا ہے۔ جاہلیت کے زمانے میں اوہام پرستی، لاعلمی اور ضد وعناد کی وجہ سے لوگ بہت سارے خرافات میں پڑ گئے تھے۔ بہت ساری بری اور عقل سے عاری چیزوں کو انہوں نے مستحسن اور مفید گردانا تھا۔ شراب نوشی، سود خوری اور قتل اولاد جیسے قبیح کام عمومی سماجی رویہ بن گئے تھے۔[29] برائیوں کی طویل فہرست میں شرک بھی شامل تھا۔[30] ماقبل شرائع اور قرآن مجید کی رو سے یہ سارے امور حرام ہیں۔ ان سے منع کیا گیا تھا۔ حرام ممنوع امور سے روکنے کا نام ہے۔

لغت میں حرام سے مراد الممنوع ہے[31] یعنی شارع نے کسی فعل اور کام سے منع ہو جانے کا حکم دیا ہو۔ جیسے:

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيْحَةُ وَمَآ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ ۣ وَمَا ذُبِحَ عَلَي النُّصُبِ وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ ۭ ذٰلِكُمْ فِسْقٌ[32].

تم پر حرام کیا گیا مردار، خون، سور کا گوشت، وہ جانور جو خدا کے سوا کسی اور کے نام پر ذبح کیا گیا ہو، وہ جو گلا گھٹ کر، یا چوٹ کھا کر، یا بلندی سے گر کر، یا ٹکر کھا کر مرا ہو، یا جسے کسی درندے نے پھاڑا ہو۔ سوائے اس کے جسے تم نے زندہ پا کر ذبح کر لیا۔ اور وہ جو کسی آستانے پر ذبح کیا گیا ہو۔ نیز یہ بھی تمہارے لیے ناجائز ہے کہ پانسوں کے ذریعہ سے اپنی قسمت معلوم کرو۔ یہ افعالِ فسق ہیں۔

اصطلاح میں حرام کا مطلب ہے کہ **هو فعل المكلف الذي تعلق به خطاب الله الطالب لترك الفعل طلبا جازما.**[33]

حرام، اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اس بندے کے لیے جو فعل کا قابل ہو (جو فعل کا مرتکب ہو سکتا ہو)۔ اس کے لیے حرام سے بچنے کا حکم ہے۔

جمہور علمائے کرام کے نزدیک اس کی تعریف کچھ یوں ہے:

المراد بالحرام عند الجمهور: يرون أن الحرام هو الفعل الذي نهى الله سبحانه وتعالى عنه نهيا جازما، سواء ثبت النهي بدليل قطعي أو ظني فلا فرق في ذلك، وفاعله يستحق الذم إذا كان قاصدا بفعله مخالفة ما نهى الله عنه مخالفة مطلقة . [34]

جمہور علمائے کرام نے حرام سے یہ مراد لیا ہے کہ حرام وہ فعل ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے سختی کے ساتھ منع کیا ہو۔ خواہ یہ ممانعت منع کے جس قبیل سے بھی ہو یعنی واضح حکم دیا ہو۔ قیاس سے معلوم ہو رہا ہو۔ جس فعل سے فاعل سزا کا مستحق ہو جائے، وہی حرام کی تعریف ہے۔

ایسا منع جو دلیل اور شواہد کی بنیاد پر ہو۔ دلیل کا مطلب یعنی حرام کردہ چیز بذاتہ یا لغیرہ کی وجہ سے شریعت نے منع کی ہو[35]۔ قرآن وسنت کے اندر بہت سارے دلائل موجود ہیں[36]۔ حرام وہ فعل ہے جس کی سرزدگی پر زجر وتوبیخ کی جاتی ہے۔ اور رک جانے پر ثواب دیا جاتا ہے۔ جیسے شراب نوشی سے منع کیا گیا ہے اور اسے چھوڑنا فرض ہے۔[37] حرام سے بچنے کے لیے قرآن وحدیث کے ساتھ ساتھ فقہ کے اندر بھی راہنمائی موجود ہے۔

فقہی تناظر میں حرام کے مدارج موجود ہے۔

حرام چیز میں واقع ہو جانے کے لیے بندہ پہلے معمولی گناہ کرلیتا ہے۔ حرام کے قریب گناہوں میں واقع ہو جاتا ہے۔ جب غفلت، سستی، کوتاہی اور کم علمی زیادہ بڑھ جائے تو حرام کا مرتکب ہو جاتا ہے۔ حرام میں بھی فقہی مدارج یعنی مکروہ، مکروہ تحریمی و تنزیہی کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ عامل ان مکروہات سے پرہیز کریں۔ حرام سے خود بخود بچ جائے گا۔ بلکہ اس کے قریب بھی نہیں جاسکے گا۔ اس مدارج کو یوں بیان کیا جاسکتا ہے:

1. حرام لذاتہ، وہ حرام جو اپنی ذات، ذاتی وصف سے حرام ہوا ہے۔
2. حرام لغیرہ، وہ حرام کردہ احکامات جو کسی سبب اور وجہ سے حرام ہوا ہو۔
3. مکروہ تنزیہی، جو صادر ہونے سے گناہ نہیں ہوتا لیکن تسلسل سے واقع ہو جانے پر گناہ سرزد ہو سکتی ہے۔
4. مکروہ تحریمی، وہ کام جو بندے سے سرزد ہونے پر گناہ کا سزاوار ٹھہرے۔

فقہ اور اصول فقہ میں حلال وحرام کا بحث احکام تکلیفیہ یعنی جو اس حکم کا مکلف (انسان) ہے، کے تحت بیان ہوا ہے۔ کتاب الوجيز في أصول الفقه الإسلامي ،محمد مصطفى الزحيلي۔ نے اس پر گہرائی کے ساتھ لکھا ہے۔[38] المختصر یہ کہ اس بحث میں پانچ (5) امور پر بحث کی جاتی ہے۔ وہ پانچ (5) امور فرض، المندوب، الحرام، مکروہ، مباح ہیں۔

حلال وحرام قرآن وحدیث کے تناظر میں

حلال وحرام واحد وہ حکم ہے جو اعتقادات سے لے کر زندگی کے تمام نجی شعبوں اور کاموں تک بطور حکم موجود ہے۔ ماقبل اقوام نے جب اس میں اپنی مرضی داخل کی اور حلال کو حرام سے بدلا تو اللہ تعالیٰ نے بطور یاددھانی تنبیہ فرمائی:

يَاَيُّهَاالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَاۗىِٕرَ اللّٰهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَاۗىِٕدَ وَلَآ اٰۗمِّيْنَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرِضْوَانًا ۭ وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا۔[39]

اے لوگو جو ایمان لائے ہو، خدا پرستی کی نشانیوں کو بے حرمت نہ کرو نہ حرام مہینوں میں سے کسی کو حلال کرلو، نہ قربانی کے جانوروں پر دست درازی کرو، نہ ان جانوروں پر ہاتھ ڈالو جن کی گردنوں میں نذر خداوندی کی علامت کے طور پر پٹے پڑے ہوئے ہوں، نہ ان لوگوں کو چھیڑو جو اپنے رب کے فضل اور اس کی خوشنودی کی تلاش میں مکان محترم (کعبہ) کی طرف جارہے ہوں۔ہاں جب احرام کی حالت ختم ہو جائے تو شکار تم کرسکتے ہو۔

اس تنبیہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حلال و حرام کو واضح کیا گیا ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ۔[40] اللہ کی طرف سے اگر کوئی پابندی تم پر ہے تو وہ یہ ہے، کہ مردار نہ کھاؤ، خون سے اور سور کے گوشت سے پرہیز کرو، اور کوئی ایسی چیز نہ کھاؤ جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام لیا گیا ہو۔ہاں جو شخص مجبوری کی حالت میں ہو اور وہ ان میں سے کوئی چیز کھا

لے بغیر اس کے کہ وہ قانون شکنی کا ارادہ رکھتا ہو یا ضرورت کی حد سے تجاوز کرے، تو اس پر کچھ گناہ نہیں۔

اسی طرح حرام میں تاویل کرنا بھی جرم قرار دیا گیا ہے:

وَسْـــَٔلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ ۘ اِذْ يَعْدُوْنَ فِي السَّبْتِ اِذْ تَاْتِيْهِمْ حِيْتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا وَّيَوْمَ لَا يَسْبِتُوْنَ۔[41]

اور ذرا ان سے اس بستی کا حال بھی پوچھو جو سمندر کے کنارے واقع تھی۔ اِنہیں یاد دلاؤ وہ واقعہ کہ وہاں کے لوگ سَبْت (ہفتہ) کے دن احکام الٰہی کی خلاف ورزی کرتے تھے اور یہ کہ مچھلیاں سبت ہی کے دن ابھر ابھر کر سطح پر ان کے سامنے آتی تھیں اور سَبْت کے سوا باقی دنوں میں نہیں آتی تھیں۔

اسی طرح حرام کاموں میں ترجیح بنیاد بنا کر کسی حرام کا مرتکب ہو جانا بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے۔

يَسْــَٔـلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ۭ قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ ۡوَاِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا ۭ وَيَسْــَٔـلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ڛ قُلِ الْعَفْوَ ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ۔ [42]

پوچھتے ہیں: شراب اور جوئے کا کیا حکم ہے؟: ان دونوں چیزوں میں بڑی خرابی ہے۔ اگرچہ ان میں لوگوں کے لیے کچھ منافع بھی ہیں، مگر ان کا گناہ ان کے فائدے سے بہت زیادہ ہے۔

حلال و حرام کی بحث میں سب سے اہم بحث کھانے پینے کے حوالے سے ہے۔ کھانے پینے کی حلت و حرمت پر قبولیت عبادات موقوف ہے۔اس بارے میں عام حکم یہ ہے کہ **كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ**۔[43] کہ جو پاک چیزیں ہم نے تمھیں بخشی ہیں، انھیں کھاؤ۔

اسی طرح ایک مقام پر فرمایا گیا کہ جب طیب اور حلال چیزیں موجود ہوں تو خبیث اور شبہات سے پاک چیزوں کا استعمال لازمی ہے۔ زیادہ مال کمانے اور کھانے کی لالچ میں حلال و حرام کہیں بھی ایک نہیں ہو سکتے۔

قُلْ لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔[44]

اے پیغمبر! ان سے کہہ دو کہ پاک اور ناپاک بہر حال یکساں نہیں ہیں خواہ ناپاک کی بہتات تمھیں کتنا ہی فریفتہ کرنے والی ہو، پس اے لوگو جو عقل رکھتے ہو! اللہ کی نافرمانی سے بچتے رہو، امّید ہے کہ تمھیں فلاح نصیب ہو گی۔

اس بحث سے جو تعلیم ملتی ہے وہ یہ کہ حلال و حرام دونوں واضح ہیں۔ حلال و حرام کو آپس میں گڈمڈ نہ کریں۔ پاکیزہ اور حلال چیزوں کی موجودگی میں خبیث اور مشبوہ چیزوں سے اجتناب کرنا لازمی ہے۔ حرام میں کوئی تدریج بھی نہیں ہے کوئی حرام دوسرے سے درجے میں کم ہو اور لوگ اسی کو اختیار کریں۔

احادیث میں حلال و حرام کا تفصیل سے ذکر موجود ہے۔ نبی کریم ﷺ نے دورہ جاہلیت کے تمام ایسے امور کو جس سے حلال و حرام کا تصور مسخ ہو چکا تھا، تعلیم دے دی۔ نبی کریم ﷺ نے واضح انداز میں فرمایا کہ:

الحَلاَلُ بَيِّنٌ، وَالحَرَامُ بَيِّنٌ، وَبَيْنَهُمَا مُشَبَّهَاتٌ لاَ يَعْلَمُهَا كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ، فَمَنِ اتَّقَى المُشَبَّهَاتِ اسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ وَعِرْضِهِ، وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ كَرَاعٍ يَرْعَى حَوْلَ الحِمَى، يُوشِكُ أَنْ يُوَاقِعَهُ، أَلاَ وَإِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى، أَلاَ إِنَّ حِمَى اللَّهِ فِي أَرْضِهِ مَحَارِمُهُ، [45].

حلال ظاہر ہے اور حرام بھی ظاہر ہے اور ان دونوں کے درمیان کچھ مشتبہ چیزیں ہیں جنہیں اکثر لوگ نہیں جانتے، چنانچہ جو شخص ان مشتبہ چیزوں سے بچ گیا اس نے اپنے دین اور اپنی آبرو کو بچا لیا اور جو کوئی ان مشتبہ چیزوں میں مبتلا ہو گیا اس کی مثال اس چرواہے کی سی ہے جو شاہی چراگاہ کے آس پاس (اپنے جانوروں کو) چرائے، قریب ہے کہ چراگاہ کے اندر اس کا جانور گھس جائے۔ آگاہ رہو کہ ہر بادشاہ کی ایک چراگاہ ہوتی ہے۔ خبردار! اللہ کی چراگاہ اس کی زمین میں حرام کردہ چیزیں ہیں۔

قرآن وحدیث کے بیان کردہ اس اہم موضوع پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ کسی بھی موضوع کی افادیت کا اندازہ اس سے لگایا جاتا ہے کہ اس کے تمام اجزاء پر لکھا جا رہا ہو۔[46] اور وقت کے ساتھ ساتھ اس کے تمام گوشوں

کو نمایاں کیا جارہا ہو۔[47] حلال وحرام ان موضوعات انہیں موضوعات میں سے ہے کہ اس کے تمام گوشوں کر نمایاں کیا جارہا ہے اور وقت کے ساتھ ساتھ اس کے تمام ممکنہ سوالات کے جوابات کو پیش کیا جارہا ہے۔

درج بالا سطور میں اس بات کا جائزہ لیا گیا کہ حلال وحرام اپنے تمام ترکلیات اور جزئیات سمیت شریعت کا مستقل مضمون ہے۔ حلال وحرام وسیع علم ہے اور آج کل بطور فن اپنایا جارہا ہے۔ ملکی سطح پر بطور نظام اپنانے کے لیے معیارات بنائے جاتے ہیں۔ سمندری مخلوق کے بارے میں بھی شریعت نے راہنمائی کی ہے۔ فقہی مباحث میں دلائل کی بنیاد پر اس پر بحث موجود ہے۔ سمندری مخلوق میں سے بالاتفاق مچھلی حلال ہے۔ اس کے علاوہ جو حلال ہیں یا حرام ہیں، ذیل کے سطور میں اس پر بحث کی جارہی ہے۔

سمندری مخلوق: حلال وحرام کے تناظر میں

حلال وحرام کا تعلق یوں توزندگی کے تمام امور سے وابستہ ہے لیکن کھانے پینے سے اس کا خاص تعلق ہے۔ شریعت نے اس کے بارے میں مکمل راہنمائی بھی ہے۔ جن ذرائع سے گوشت حاصل کیا جاتا ہے، اس کا مکمل بیان قرآن مجید میں موجود ہے۔[48] سمندری مخلوق کی تعداد کے بارے میں امام قزوینیؒ فرماتے ہیں کہ کہ ابن عمر نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی ہے کہ لِلّٰہِ تَعَالَى ثَمَانُونَ أَلْفَ عَالَمٍ ، أَرْبَعُونَ أَلْفًا فِي الْبَحْرِ،وَأَرْبَعُونَ أَلْفًافِي الْبَرِّ"یعنی اسی ہزار(80،000)مخلوقات ہیں۔ان میں سے40ہزار(40،000)مخلوقات پانی مکیں رہتے ہیں۔ مزید حدیث کاذکر فرماتے ہیں إِنَّ اللهَ خَلَقَ فِي الْأَرْضِ أَلْفَ أُمَّةٍسِتُّمِائَةٍ فِي الْبَحْرِ،وَأَرْبَعُمِائَةٍ فِي الْبَرِّ۔[49] کہ پوری دنیامیں ایک ہزار مخلوقات ہیں ان میں سے چھ سو(600)مخلوقات پانی میں رہتے ہیں اور باقی خشکی کے ہیں۔ اسی طرح سمندری مخلوق کے بارے میں بھی آیات اوراحادیث موجود ہیں۔ فقہی مسالک کے آئمہ کرام نے سمندری مخلوق سے متعلق وارد احکامات میں دلائل کی بنیاد پر اختلاف کیا ہے۔ ذیل میں یہ بیان کیا جارہا ہے کہ قرآن مجید اوراحادیث مبارکہ میں سمندری مخلوق کے بارے میں کیا حکم ہے اوران احکامات کے بارے میں فقہی آرا کیا ہیں۔ بنیادی طور پر سمندری مخلوق کے حکم کے بارے میں قرآن مجید کی تین(3)آیات موجو ہیں۔

1. أُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهٗ۔[50] تمہارے لیے سمندر کا شکار اور اس کا کھانا حلال کر دیا گیا، جہاں تم ٹھیرو وہاں بھی اسے کھاسکتے ہو اور قافلے کے لیے زادِ راہ بھی بناسکتے ہو۔
2. وَهُوَ الَّذِيْ سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَاْكُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۴﴾[51] وہی ہے جس نے تمہارے لیے سمندر کو مسخر کر رکھا ہے تاکہ تم اس سے تر وتازہ گوشت لے کر کھاؤ اور اس سے زینت کی وہ چیزیں نکالو جنہیں تم

پہنا کرتے ہو۔ تم دیکھتے ہو کہ کشتی سمندر کا سینہ چیرتی ہوئی چلتی ہے۔ یہ سب کچھ اس لیے ہے کہ تم اپنے رب کا فضل تلاش کرو اور اس کے شکر گزار بنو۔

3. وَمَا يَسْتَوِي الْبَحْرٰنِ ۖ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ سَآئِغٌ شَرَابُهٗ وَهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ۖ وَمِنْ كُلٍّ تَاْكُلُوْنَ لَحْمًا طَرِيًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْنَ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَتَرَى الْفُلْكَ فِيْهِ مَوَاخِرَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ ۔ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝١٢ [52]

اور پانی کے دونوں ذخیرے یکساں نہیں ہیں۔ ایک میٹھا اور پیاس بجھانے والا ہے، پینے میں خوشگوار، دوسرا سخت کھاری کہ حلق چھل دے۔ مگر دونوں سے تم تر و تازہ گوشت حاصل کرتے ہو، پہننے کے لیے زینت کا سامان نکالتے ہو، اور اسی پانی میں تم دیکھتے ہو کہ کشتیاں اس کا سینہ چیرتی چلی جارہی ہیں تاکہ تم اللہ کا فضل تلاش کرو اور اس کے شکر گزار بنو۔

احادیث مبارکہ میں سے تین (3) احادیث اور ایک صحابہ کرام کا واقعہ پیش کیا جاتا ہے۔

1. هو الطهور ماؤه الحل ميتته[53]۔ سمندری کا پانی پاک ہے اور اس کا مردار حلال ہے۔

2. قال أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ " كُلُّ دَابَّةٍ تَمُوتُ فِي الْبَحْرِ فَقَدْ ذَكَّاهَا اللّٰهُ لَكُمْ۔[54]

سمندر کا ہر جانور جو پانی میں مر جائے، اسے اللہ تعالیٰ نے آپ کے لےی حلال کر دیا ہے۔

3. أُحِلَّتْ لَنَا مَيْتَتَانِ السمك والجراد۔[55] ہمارے لیے دو مردہ چیزیں حلال کر دی گئی ہے۔ مچھلی اور ٹڈی دل۔

حدیث مبارکہ میں ارشاد ہوا ہے کہ صحابہ کرم کی ایک جماعت سفر پر نکلی۔ کھانے کی اشیاء ختم ہوگئی تھیں۔ اس دوران ایک آبی جانور ساحل پر مل گیا۔ وہ اس بحث میں پڑ گئے کہ یہ حلال ہے یا حرام کیونکہ وہ پہلے سے مرا ہوا تھا۔ لیکن آخر کار سارے اس بات پر متفق ہوگئے کہ خوراک کی نایابی کی صورت میں اس سے ازالہ ہو سکتا ہے۔ اور انہوں نے اسے کئی دن تک کھایا۔ سفر سے واپسی پر حضرت محمد ﷺ کو اس واقعہ کی خبر دی ۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ اللہ کی طرف سے آپ لوگوں کے لیے ایک نعمت تھی۔[56]

درج بالا آیات اور احادیث کے بارے میں فقہی آئمہ کرام کے اقوال مختلف ہیں۔ فقہی آئمہ کرام چونکہ قرآن وحدیث میں مہارت رکھتے تھے۔ اس لیے انہوں نے گہرے علم اور مضبوط دلائل کے ساتھ اپنی آرا کو پیش کیا۔ ذیل میں اختصار کے ساتھ اس کا ذکر کیا جارہا ہے جبکہ تفصیلی بحث اگلے ابواب اور فصول میں آرہا ہے۔

- درج بالا آیات اور احادیث کے نتیجے میں امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک سمندری مخلوق میں سے صرف مچھلی حلال ہیں۔

▪ امام مالکؒ نے ان آیات اوراحادیث کی روشنی میں جورائے دی ہے،وہ یہ ہے کہ تمام سمندری حیوانات حلال ہیں اور ان میں نہ ذبح ضروری ہے اور نہ تسمیہ پڑھنا۔جبکہ ان کے اصحاب اس میں اضافہ فرماتے ہیں کہ فقط سمندری خنزیر کا کھاناجائز نہیں۔امام شافعیؒ نے ان احکامات کی روشنی میں جورائے بنائی ہے،وہ تین اقوال ہیں۔ان کاپہلا قول ہے کہ سمندری زہریلے جانوروں کے علاوہ باقی تمام آبی جانور حلال ہیں۔یہاں تک کہ سمندری خنزیر اور کتے بھی حلال ہیں۔سمندری حرام چیزیں،مینڈک،پانی کے جانور،اس کے بچھواور پانی میں ہر نقصان دینے والازہریلا متنفس ہیں۔اسی طرح جو موت یابیماری کا باعث بنتے ہیں،وہ بھی حرام ہیں۔

امام شافعی کادوسرا قول ہے کہ سمندری جانوروں میں صرف مچھلی حلال ہے،باقی تمام حیوانات حرام ہیں۔

تیسرا قول ہے کہ سمندری جانوروں کا اعتبار خشکی کے جانوروں سے کیاجائے گا۔خشکی کے جو جانور حلال ہیں،پانی کے بھی وہی مشابہ جانور حلال ہوں گے۔خشکی کے جو جانور حرام ہیں،پانی کے بھی وہی مشابہ جانور حرام ہوں گے۔

▪ امام احمد بن حنبلؒ کے بھی تین اقوال مذکورہیں۔ان میں پہلا قول یہ ہے کہ اکثر سمندری حیوانات حلال ہیں۔البتہ کچھ حرام بھی ہیں۔مینڈک،مگرمچھ اور سانپ حرام ہیں۔

بعض حنابلہ نے امام شافعیؒ سے اتفاق کیاہے کہ سمندری جانوروں کا اعتبار خشکی کے جانوروں سے کیاجائے گا۔خشکی کے جو جانور حلال ہیں،پانی کے وہی مشابہ جانور بھی حلال ہوں گے۔خشکی کے جو جانور حرام ہیں،پانی کے بھی وہی مشابہ جانور حرام ہوں گے۔مگرمچھ جبڑے والاہے جس کی ممانعت قرآن میں کی گئی ہے۔جبکہ کوسج مچھلی جس کی ناک آرہ کی طرح ہوتی ہے کو بھی حرام قراردیاگیاہے۔امام احمد بن حنبلؒ نے پانی کے کتے کو ذبح کے ساتھ حلال قراردیاہے۔جو بحری حیوانات خشکی میں بھی رہتے ہیں،وہ ذبح کے بغیر حلال نہیں،جیسا کہ پانی کا پرندہ،پانی کا کتا۔البتہ جس میں خون نہیں،وہ ذبح کے بغیر حلال ہے جیسے کیکڑا[57]۔

آئمہ کرامؒ نے دلائل کی بنیادپراپنے اقوال کوذکرکیے ہیں۔ان کے دلائل قرآن مجید ہی کی آیات اوراحادیث ہیں۔سمندری مخلوق کے بارے میں ان کی تحقیق کاذکر کرنااس لیے اہم ہے کہ حلال وحرام سے تعلق رکھتے ہیں اور خاص کر کھانے پینے سے اس کا تعلق ہے۔البتہ مچھلی پر سب کااتفاق ہے کہ یہ قرآنی نص اوراحادیث نبوی ﷺ کی روسے حلال ہے۔

الغرض حلت وحرمت کے مسئلے کو قرآن وحدیث نے کھل کربیان کیاہے۔کلیات اوراصولیات کی بنیادپراحکامات کوبیان کرکے اس کی جزئیات کوبیان کرنے کے لیے راستہ کھلاچھوڑدیاہے جسے فقہ کانام

دیا گیا ہے۔ کوئی بھی بندہ بیک وقت دو یا اس سے زیادہ فقہی مسالک پر عمل نہیں کر سکتا۔ ایک ہی وقت میں ایک ہی مسلک کو اختیار کرے گا۔ سمندری مخلوق کے بارے میں فقہی اختلافات کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ فی زمانہ جس ملک میں جو مسلک رائج ہے، وہ اسی مسلک پر عمل کرنے کا پابند ہے اور اسی مسلک کی بنیاد پر دوسرے ممالک سے لین دین، تجارت اور حلال معیارات کے ذریعے معاملات کر سکتا ہے۔ الا یہ کہ حکومت اور قانونی ادارے اس کی اجازت دیں۔ موجودہ دور میں مقامی طور پر کسی بھی فقہی اختلافی مسئلے کو حل کرنے کے کافی ذرائع موجود ہے۔ جیسے لوگوں کا رجحان اور رائے جاننے کے لیے ان سے بالمشافہ ملاقات، ان سے انٹرویو، سوالات اور سروے کرنے سے مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔ عرف وعادات اور عمومی بلویٰ کو مد نظر رکھ کر فیصلہ کیا جا سکتا ہے کہ سمندری مخلوق میں سے کیا کھایا جائے اور کس سے اجتناب کیا جائے۔

مصادر و مراجع

[1] ۔الانعام،145:6۔ اس آیت میں چار محرمات کا ذکر ہے۔اس کی تفصیل سورۃ بقرہ 173 میں بھی موجود ہے۔ یہاں فقط بطور نمونہ ذکرہوا ہے کہ ان چار قسموں کے علاوہ اور جانور بھی شریعت میں حرام ہیں۔

[2] ۔ الجاثیہ13:45 ۔وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ﴿١٣﴾ اس نے زمین اور آسمانوں کی ساری ہی چیزوں کو تمہارے لیے مسخر کر دیا، سب کچھ اپنے پاس سے ۔

[3] ۔ البقرہ164:2 ۔ اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِىْ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَاۗءِ مِنْ مَّاۗءٍ فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَاۗبَّةٍ ۠ وَّتَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ﴿١٦٤﴾ (اس حقیقت کو پہچاننے کے لیے اگر کوئی نشانی اور علامت درکار ہے تو) جو لوگ عقل سے کام لیتے ہیں ان کے لیے آسمانوں اور زمین کی ساخت میں ، رات اور دن کے پیہم ایک دوسرے کے بعد آنے میں ، ان کشتیوں میں جو انسان کے نفع کی چیزیں لیے ہوئے دریاؤں اور سمندروں میں چلتی پھرتی ہیں ، بارش کے اس پانی میں جسے اللہ اوپر سے برساتا ہے پھر اس کے ذریعے سے زمین کو زندگی بخشتا ہے اور اپنے اسی انتظام کی بدولت زمین میں ہر قسم کی جاندار مخلوق کو پھیلاتا ہے، ہواؤں کی گردش میں، اور ان بادلوں میں جو آسمان اور زمین کے درمیان تابع فرمان بنا کر رکھے گئے ہیں ، بے شمار نشانیاں ہیں ۔

[4] ۔النحل116:16 ۔ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَي اللّٰهِ الْكَذِبَ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَي اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ﴿١١٦﴾ اور یہ وہ تمہاری زبانیں جھوٹے احکام

لگایا کرتی ہیں کہ یہ چیز حلال ہے اور وہ حرام، تو اس طرح کے حکم لگا کر اللہ پر جھوٹ نہ باندھا کرو ۔ جو لوگ اللہ پر جھوٹے افترا باندھتے ہیں وہ ہرگز فلاح نہیں پایا کرتے ۔

[5] ۔طٰہ،27:20۔وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِنْ لِسانِي۔ اور میری زبان کی گرہ سلجھا دے۔

[6] ۔ المؤمنون51:31۔ يٰٓاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ۭ اِنِّىْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ۝ اے پیغمبرو، کھاؤ پاک چیزیں اور عمل کرو صالح، تم جو کچھ بھی کرتے ہو، میں اس کو خوب جانتا ہوں ۔

[7] ۔ التحریم1:66۔يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ۔ اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) ، تم کیوں اس چیز کو حرام کرتے ہو جو اللہ نے تمہارے لیے حلال کی ہے ۔

[8] ۔النحل114:16

[9] ۔مولانا وحید الزمان قاسمی کیرانوی،**القاموس الوحید** (لاہورکراچی :ادارہ اسلامیات،لاہور، جون ۲۰۰۱)،370۔

[10] ۔ إسماعيل حقي بن مصطفى،**تفسيرروح البيان** (بيروت:دار الفكر)،202:2۔

[11]

[12] ۔البقرة230:2

[13] ۔ابراہیم مصطفیٰ،احمدحسن الزیات، **المعجم الوسیط**(لاہور: مکتبہ رحمانیہ،اردوبازار) ، 248۔249۔

[14] ۔**الموسوعة الفقهية الكويتية** - حلال - ص74.المكتبة الشاملة الحديثة-https://al-maktaba.org/book/11430/10786#p1

[15] ۔ **كتاب الموسوعة الفقهية الكويتية** - حلال – ص74 .المكتبة الشاملة الحديثة۔ https://almaktaba.org/book/11430/10786#p1

[16] ۔ أرشيف ملتقى أهل الحديث – 1،ثم تحميله : في 7 رمضان 1429 هـ = 7 ستمبر 2008 م۔هذا الجزء : يضم المنتدى الشرعي العام۔رابط الموقع : (http://www.ahlalhdeeth.com

[17] ۔المائدہ 88:5۔

[18] ۔ النحل 116:16۔

[19] - **محمد بن إسماعيل البخاري، الجامع المسند الصحيح المختصر من أمور رسول الله صلى الله عليه وسلم وسننه وأيامه، كتاب الإيمان، باب فضل من استبرأ لدينه (الناشر: دار طوق النجاة، الطبعة: الأولى، 1422ھ)۔**

[20] - أبو العباس شهاب الدين أحمد بن إدريس، **أنوار البروق في أنواء الفروق** (الناشر: عالم الكتب، الطبعة: بدون طبعة وتاريخ)۔

[21] - عبدالرحمن بن أبی بکر السیوطی ،**الأشباه والنظائر** (دارالكتب العلمية، بيروت، 1403ھ)، 1:60۔ (الأصل في الأشياء الإباحة حتى يدل الدليل على التحريم).

[22] - المائدہ، 5:87۔

[23] - محمد بن اسماعیل البخاری، **الجامع الصحیح**، کتاب الایمان' باب فقل من استبرأ لدینه حدیث52۔ **وصحیح مسلم**' کتاب المساقاة' باب اخذ الحلال وترک الشبہات

[24] - أرشيف ملتقى أهل الحديث – 1 ،ثم تحميله : في 7 رمضان 1429 ھ = 7 ستمبر 2008 م۔هذا الجزء : يضم المنتدى الشرعي العام۔رابط الموقع : http://www.ahlalhdeeth.com

[25] -حافظ طاہراسلام،"تبدیلی حالات سے شرعی احکام کی تبدیلی کے تصورات،تجزیاتی مطالعہ"،شعبہ علومِ اسلامیہ، جامعہ پنجاب یونیورسٹی،6، 2017۔

[26] -التحریم66:1 -يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۚ۔اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) ، تم کیوں اس چیز کو حرام کرتے ہو جو اللہ نے تمہارے لیے حلال کی ہے ۔

[27] - المائدہ5:72 -اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ۔جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھیرایا اس پر اللہ نے جنّت حرام کر دی۔

[28] - الانعام6:145- قُلْ ءٰۗالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ۭ اور اسی طرح دو اونٹ کی قسم سے ہیں اور دو گائے کی قسم سے۔ پوچھو، ان کے نر اللہ نے حرام کیے ہیں یا مادہ، یا وہ بچّے جو اونٹنی اور گائے کے پیٹ میں ہوں۔

[29] -الانعام6:140 -وَّحَرَّمُوْا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ۔اور اللہ کے دیے ہوئے رزق کو اللہ پر افترا پردازی کرکے حرام ٹھیرا لیا۔

[30] - الانعام6:136 -وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا لِشُرَكَاۗىِٕنَا ۚ فَمَا كَانَ لِشُرَكَاۗىِٕهِمْ فَلَا يَصِلُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ اِلٰي شُرَكَاۗىِٕهِمْ ۭ سَاۗءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ١٣٦ ان لوگوں نے اللہ کے لیے خود اسی کی پیدا کی ہوئی کھیتیوں اور مویشیوں میں سے ایک حصّہ مقرر کیا ہے اور کہتے ہیں یہ اللہ کے لیے ہے، بزعم خود، اور یہ ہمارے ٹھیرائے ہوئے شریکوں کے

لیے۔پھر جو حصّہ ان کے ٹھیرائے ہوئے شریکوں کے لیے ہے وہ تو اللہ کو نہیں پہنچتا مگر جو اللہ کے لیے ہے وہ ان کے شریکوں کو پہنچ جاتا ہے۔ کیسے برے فیصلے کرتے ہیں یہ لوگ !۔

[31] ۔ الموقع بإشراف الشيخ محمد صالح- القسم العربي من موقع (الإسلام، سؤال وجواب) في 26 ذي القعدة 1430، هـ= 15 نوفمبر، 2009 م۔http://www.islamqa.com۔

[32] ۔ المائدة3:5

[33] ۔ اصطلاح الحرام والمكروه تحريما والمكروه عند الجمهور والحنفية۔قَبَس العلم۔19 مارس2016۔ http://qbsal3lm.blogspot.com/2016/03/blog-post_19.html

[34] ۔ اصطلاح الحرام والمكروه تحريما والمكروه عند الجمهور والحنفية۔ايضاً

[35] ۔ حمد الحسن ولد محمد ، **شرح الورقات في أصول الفقه**،الشنقيطي،مصدر الكتاب : دروس صوتية قام بتفريغها موقع الشبكة الإسلامية،http://www.islamweb.net۔

[36] ۔ محمد ناصر الدين الألباني، **صفة صلاة النبی من التكبير الی التسليم كانک تراها**(الرياض: مكتبة المعارف للنشر والتوزيع ،الطبعةالأولى - 2006) ص:844۔

[37] ۔ عبد الرحمن شيخ زاده، **مجمع النهارفی شرح البهار**(بیروت لبنان:دار الكتب العلميه،1419ھ)،178:4۔

[38] ۔محمد مصطفى الزحيلي،**الوجيز في أصول الفقه الإسلامي** ،الفصل الأول في الحكم أنواع الحكم الشرعي في أصول الفقه (قطر:مطبوعات وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية,إدارة الشؤون الإسلامية - دولة قطر,الطبعة: الثانية، 2005)1،:93

[39] ۔المائدة 2:5

[40] ۔البقرة173:2

[41] ۔الاعراف163:7

[42] ۔البقرة219:2

[43] ۔البقرہ57:2

[44] ۔المائدة100:5

[45] ۔ **صحيح البخاري** :كِتَابُ الإِيمَانِ،بَابُ فَضْلِ مَنِ اسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ،حدیث52

[46] ۔/https://www.banuri.edu.pk/bayyinat-detail20 ستمبر 2022

[47] ۔/https://ur.wikishia.net/view20 ستمبر 2022

[48] ۔ الانعام،145:6۔ اس آیت میں چار محرمات کا ذکر ہے۔اس کی تفصیل سورۃ بقرہ 173 میں بھی موجود ہے۔

[49] ۔ أبو محمد الحسين بن مسعود البغوي، **معالم التنزيل في تفسير القرآن ۔تفسير البغوي** ،(بيروت:دار إحياء التراث العربي -بيروت)۔تفسيرسورة الفاتحة .هذا الحديث لا يصح ، وهو موضوع لیکن یہاں تعداد سمندری مخلوق کی کثرت پردلالت کرتی ہے۔ سمندرکی مخلوق کی تعدادکااب تک یقین کے ساتھ تعدادمعلوم نہیں ہے البتہ اس میں بے شماراورہرشکل وشبہات اورعجیب وغریب جسامت والے جانوررہتے ہیں۔

[50] ۔ المائدة 96:5

[51] ۔النحل14:16۔

[52] ۔الفاطر12:35۔

[53] ۔ أبو داود سليمان السجستاني، **سنن ابي داود** ،كِتَاب الطَّهَارَةِ، باب الْوُضُوءِ بِمَاءِ الْبَحرِ(بيروت: المكتبة العصرية، لبنان)

[54] ۔ أبو الحسن علي بن محمد بن محمد بن حبيب البصري البغدادي، **الشهير بالماوردي، الحاوي الكبير في فقه مذهب الإمام الشافعي وهو شرح مختصر المزني** ، (بيروت: دار الكتب العلمية، بيروت - لبنان الطبعة: الأولى، 1419 هـ-1999 م)

[55] ۔ يحيى بن شرف النووي، الشافعي ،**كتاب المجموع شرح المهذب**، الجزء التاسع كتاب الأطعمة باب الصيد والذبائح(اسطنبول: مكتبة الإرشاد للطباعة والنشر والتوزيع) ، 74:9

[56] ۔ **صحيح البخاري** ،كِتَاب الشَّرِكَةِ ، بَابُ الشَّرِكَةِ فِي الطَّعَامِ وَالنَّهْدِ وَالْعُرُوضِ۔

[57] ۔ گل زارعلی،استراج خان ، "بعض آبی جانوروں(مچھلی،جھینگے اور کیکڑے) کی حلت وحرمت: مذاہب اربعہ کی روشنی میں"، **مجلہ ایکٹا اسلامیکا**،2:3(جولائی تادسمبر2015ء)،75تا92۔